بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ عَسٰٓی اَن یَّبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحمُودًا

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

یوم سہ شنبہ

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۲ پیسے

جلد ۵۵/۲۰	۳ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ ۲۹ فتح ۱۳۴۵ ہش ۱۳ دسمبر ۱۹۶۶ء	نمبر ۲۸۹

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۲ر دسمبر۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ

احباب جماعت حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی کے لئے توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

دسمبر وقف جدید کے مالی سال کا آخری مہینہ ہے۔ آپ اپنا وعدہ سالِ رواں جلد ادا کر دیں تاکہ آپ کا حساب صاف ہو جائے اور کوئی بقایا نہ رہے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء (ناظم مال وقف جدید)

جیسا کہ قبل ازیں اطلاع شائع ہو چکی ہے۔ آج مورخہ ۱۲ر دسمبر کو ڈھاکہ میں بیگم صاحبہ محترم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب کا اپریشن ہونا ہے۔ احباب خاص توجہ اور درد و الحاح سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اپریشن کامیاب ہو۔ اور مولیٰ کریم اپریشن کے بعد ہر قسم کی پیچیدگیوں سے محفوظ رکھتے ہوئے محترمہ بیگم صاحبہ کو اپنے فضل سے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین اللّٰھم آمین

اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۷ر نومبر ۱۹۶۶ء کو مکرم بشیر احمد صاحب رفیق امام مسجد لندن کو بچی عطا فرمائی ہے۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو اپنے فضل و کرم سے صحت و عافیت کے ساتھ عمر دراز عطا فرمائے اور دینی و دنیوی نعمتوں سے مالا مال کرے آمین

نذیر احمد بشیر
نائب امام مسجد لندن

مکرم نور علی خان صاحب دواخانہ مفرح حیات فلیمنگ روڈ لاہور آج کل عارضہ قلب سے بیمار ہیں۔ دورے اکثر ہوتے ہیں۔ احباب جماعت صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے توجہ اور التزام سے دعا کریں۔

مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کا ماہانہ اجلاس

مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ کا ماہانہ اجلاس مورخہ ۱۲ر دسمبر بروز سوموار "ایوان محمود" میں بعد نماز مغرب منعقد ہوگا۔ جس میں رمضان المبارک کی برکات اور جلسہ سالانہ قادیان کے بارہ میں تقاریر ہوں گی تمام خدام کے لئے اس اجلاس میں شامل ہونا ضروری ہے۔ نماز مغرب "ایوان محمود" ہی میں ادا کی جائے گی۔

(ناظم اشاعت مجلس خدام الاحمدیہ ربوہ)

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اِس سلسلہ کے قیام کی اصل غرض یہی ہے کہ لوگ دنیا کے گند سے نکلیں

اصل تقویٰ اور طہارت پر قائم ہو جائیں اور فرشتوں کی سی زندگی بسر کریں

"میرے آنے کے دو مقصد ہیں۔ مسلمانوں کے لئے یہ کہ اصل تقویٰ و طہارت پر قائم ہو جائیں۔ وہ ایسے [redacted] سچے مسلمان ہوں جو مسلمان کے مفہوم میں اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے اور عیسائیوں کے لئے کسر صلیب ہو اور ان کا مصنوعی خدا نظر نہ آوے۔ دنیا اس کو بالکل بھول جاوے۔ خدائے واحد کی عبادت ہو۔

میرے ان مقاصد کو دیکھ کر یہ لوگ میری مخالفت کیوں کرتے ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ جو کام نفاق طبعی اور دنیا کی گندی زندگی کے ساتھ ہوں گے وہ خود ہی اس زہر سے ہلاک ہو جائیں گے۔ کیا کاذب کبھی کامیاب ہو سکتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یَھدِی مَن ھُوَ مُسرِفٌ کَذَّاب۔ کذاب کی ہلاکت کے واسطے اس کا کذب ہی کافی ہے۔ لیکن جو کام اللہ تعالیٰ کے جلال اور اس کے رسول کی برکات کے اظہار اور ثبوت کیلئے ہوں اور خود اللہ تعالیٰ کے اپنے ہی ہاتھ کا لگایا ہوا پودہ ہو پھر اس کی حفاظت تو خود فرشتے کرتے ہیں۔ کون ہے جو اس کو تلف کر سکے؟ یاد رکھو میرا سلسلہ اگر نری دکانداری ہے تو اس کا نام و نشان مٹ جائیگا لیکن اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے اور یقیناً اسی کی طرف سے ہے تو ساری دنیا اس کی مخالفت کرے۔ یہ بڑھے گا اور پھیلے گا اور فرشتے اس کی حفاظت کریں گے۔ اگر ایک شخص بھی میرے ساتھ نہ ہو اور کوئی بھی مدد نہ دے تب بھی میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ سلسلہ کامیاب ہوگا۔۔۔۔

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہمارے سلسلہ کی ترقی فوق العادت ہو رہی ہے۔ بعض اوقات چار چار پانچ پانچ سو کی فہرستیں آتی ہیں اور دس دس پندرہ پندرہ تو روزانہ درخواستیں بیعت کی آتی رہتی ہیں اور وہ لوگ علیحدہ ہیں جو خود یہاں آکر داخل سلسلہ ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ کے قیام کی اصل غرض یہی ہے کہ لوگ دنیا کے گند سے نکلیں اور اصل طہارت حاصل کریں اور فرشتوں کی سی زندگی بسر کریں"۔ (ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد ہشتم صفحہ ۱۴۸، ۱۴۹)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کی

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۳ دسمبر ۱۹۶۶ء

انا و استکبار کی ایک مثال

(۲)

ماہر القادری صاحب فرماتے ہیں۔

"جب پاکستان میں فتنہ قادیانیت کی تبلیغ پر کوئی روک ٹوک نہیں ہے تو مسلمانوں اس گمراہ مسلک کی تردید کا بھی حق حاصل ہے۔ فتنہ قادیانیت کی تردید کو جو کوئی فرقہ وارہت سمجھتا ہے وہ رواداری کے اسی وہم میں مبتلا ہے جس کا نام دینی بے غیرتی اور بے ہمتی ہے، وہ شخص دین کے معاملہ میں بالکل کورا اور اسلام وایمان سے قطعاً بے خبر ہے جو قادیانی مذہب کو مسلمانوں کا ایک فرقہ سمجھتا ہے۔ قادیانیوں کا اسلام اور مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ گروہ امت محمدیہ کی مخالف جدید امت (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی کی امت) میں شامل ہے۔

قادیانی امت محمدیہ سے بالکل جداگانہ جدید اور مختلف امت ہے۔ اور یہ گروہ مسلمان فرقوں میں شامل نہیں ہے۔ مسلمانوں سے ان کا کسی قسم کا کوئی دینی رشتہ نہیں ہے۔ اپنے اس موقف کا خود قادیانیوں کو بھی احساس ہے۔ اس کے سب سے بالکل سامنے کا ثبوت یہ ہے کہ ہندوستان میں ہندوستان گیر پیمانے پر مسلمانوں کی جو تحریکیں اٹھی ہیں خواہ وہ خدام کعبہ کی تنظیم ہو۔ تحریک خلافت ہو یا قیام پاکستان کے لئے جدوجہد ہو قادیانیوں کا ان سے کوئی واسطہ اور کسی قسم کا ربط و تعلق نہیں رہا مسلمانوں کی ان تحریکوں اور تنظیموں میں نہ تو خود قادیانیوں نے شامل ہونے کی جرأت اور خواہش کی اور نہ مسلمانوں نے ان کو دعوت شرکت دی۔ دنیا کے دوسرے مسلم ممالک پر کیسے کیسے نازک اور سخت وقت آئے ہیں قادیانیوں نے ان کے مسائل اور مشکلات سے کسی قسم کا کوئی تعلق اور واسطہ نہیں رکھا۔"

(فاران کراچی دسمبر ۱۹۶۶ء)

اس بیان میں ماہر القادری صاحب نے جو کذب طرازی کی ہے اس کا جائزہ تو ہم بعد میں لے لیں گے مگر یہاں ہم فاران کے اسی نمبر سے ایک حوالہ درج کرتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوگا کہ یہ لوگ مسلمانوں اور علمائے اسلام کے متعلق خود کیا رائے رکھتے ہیں۔ محمد اقبال سیمبل (جدی عالم اسلام میں علماء و مشائخ کی حالت زار اور ایک عبرت ناک مطالعہ و مشاہدہ" کے موہر ے عنوان کے تحت ایک مضمون میں فرماتے ہیں۔

"واقعہ یہ ہے کہ اس قوم پر اس سے زیادہ دردناک عذاب نہیں ہوسکتا۔ جس قوم کے علماء اور دانشور اپنے عقیدہ و ایمان کی بنیادی قدروں اور دین و تاریخ کے حرکت آفریں تسلسل سے اپنے آپ کو کاٹ لیں اور ذہنی و اخلاقی اعتبار سے ان کھائیوں میں جاگریں۔ جس سے کسی قوم پر اس سے زیادہ الم انگیز اور دردناک صورت نہیں ہو سکتی، جس قوم کے علماء و دانشور علم واخلاص کی اخلاقی بلندیوں سے گر کر انانیت۔ خود مرکزیت، گروہی عصبیت اور اجتماعی افتراق وانشقاق کی پستیوں میں جاگریں۔ قوموں کی زندگی میں یہ بڑے سخت دن ہوتے ہیں۔ اور ایسے ہی موقعوں پر آفات و آلام کا نزول ہوتا ہے۔ ہماری اپنی تاریخ شاہد ہے کہ تاریخ کے جس مرحلے اور جس موڑ پر بھی ہمارے علماء نے اپنی ذمہ داریوں کو چھوڑ کر خود مرکزیت، گروہی عناد حق ناشناسی اور بے ظرفی کا ثبوت دیا۔ وہیں وہ پاتال میں جاگرے۔ اور ملت بدنصیبی کے دھکوں سے چور چور ہوتی رہی

اجتماعیات کے نقطہ نظر سے انسانی سوسائٹی میں تمام سماجی و اجتماعی مسرتوں اور المیوں۔ آسودہ حالی اور خستہ حالی کے ذمہ دار علماء و دانشمند ہیں

فلسفہ تاریخ کے اعتبار سے قوموں کے عروج و زوال میں علماء و دانشوروں کا غالب حصہ ہے۔ اس طبقے کی فکری بلندی، وسعت نظری اور اخلاقی تابناکی ہی سے قوموں کو عروج حاصل ہوتا ہے۔ اور قومیں اجتماعی زندگی میں زوال دہ اں ہوتی ہیں۔ لیکن اسی طبقے کی ذہنی افلاس، بے ظرفی تنگ نظری اور اخلاقی پستی و انحراف سے قوموں پر بربادی و مصائب کے بادل چھا جاتے ہیں اور انحطاط و زوال کے تاریک سائے قوموں کے وجود و بقا تک کا تعاقب کرنے لگتے ہیں۔ علماء اور دانشور ہی ہیئت اجتماعیہ انسانیہ کا جوہر ہیں۔ انہی سے عامۃ الناس زندگی کے آداب سیکھتے ہیں۔ انسانی سماج کی جوہریت Dynamics کا تار و پود بکھر جاتا ہے۔ جب اس کے علماء و دانشور زندگی کے معرکہ سے نکل کر شکست و نفی کی ویرانیوں میں بھٹک جائیں اور اپنے ذہن و فکر اور اخلاق و سلوک کو مثبت و تعمیری راستوں سے ہٹا کر سلبی اور منفی آوارہ رویوں میں گم کر دیں۔

یہ بات اور بھی دردناک اور الم انگیز اس وقت ہوجاتی ہے۔ جب اس بات کا مشاہدہ ہو رہا ہو کہ مسلم معاشرے میں دین حق کے نہ جانے کتنے بہت سے علم بردار علماء پوری انسانیت کے سامنے اسی ذہنی افلاس اور تنگ ظرفی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ جس سے کہ دنیا کی دوسری قوموں کے علماء گزر چکے ہیں۔ اور ابھی چند صدیاں پہلے یورپ کے علماء اس آفت کا شکار رہے جس کے نتیجہ میں آج کی عالمگیر اباحیت، جدید لادینیت اور اخلاقی تاراج نے جنم لیا۔ مسلم تاریخ میں بغداد، غرناطہ۔ دہلی اور استنبول کی تباہیوں اور خانہ ویرانیوں کے حقیقی مضمرات کا اگر جائزہ لیا جائے۔ تو علماء دانشور اور زندگان مسلم دانشوروں کی غالب اکثریت ہی ذمہ دار نظر آئے گی۔

ملت اسلامیہ کو باہر کے علمی و ثقافتی یلغاروں نے اتنا تاراج نہیں کیا جتنا کہ خود اس کے علماء، اور دانشور طبقے کے اس حصے نے خراب کیا جو انانیت خود مرکزیت، گروہی عناد ذہنی افلاس۔ تنگ ظرفی۔ حسد و رقابت آپس کی تکفیر اور اجتماعی افتراق کے آتش فشاں پہاڑ بن کر ملت کے اجتماعی وجود کو فاکتہ کرتے رہے اور جنہوں نے اس نیلے آسمان کے نیچے دیدہ دلیری کے ساتھ انبیاء کے قیام رشد و ہدایت اور مرتبہ علم و شرف کو پامال کیا اور دین کے نام پر دین کے ساتھ دردناک مذاق کئے وکھانے بلاک جادو کے سامری اور رفتیں شیوہ آذری اور کسے کہتے ہیں۔"

(فاران کراچی دسمبر ۱۹۶۶ء ص ۲۱-۲۲)

کیا فرماتے ہیں ماہر القادری صاحب بیچ ہی ہیں نا وہ علمائے اسلام جنہوں نے احمدیت کی تردید میں بیسیوں کتابیں لکھی ہیں۔ یہ تو مسلمان اہل علم حضرات کی حالت ہے، عام طور پر جو مسلمانوں کی حالت ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اخبارات میں اس کے متعلق وافر معلومات موجود ہیں۔ دور جانے کی ضرورت نہیں ماہر القادری اپنے ماہنامہ کے ہی گزشتہ شمارے نکال کر دیکھ سکتے ہیں۔ جماعت مودودی کے جرائد ایشیا۔ ترجمان القرآن اور المنبر وغیرہ میں چھپتے رہتے ہیں۔ ترجمان القرآن کے اشارات ہی پڑھ لیا کریں۔ چنانچہ دسمبر ۱۹۶۶ء کے پرچے کے اشارات ملاحظہ فرمائیں۔ عبدالحمید صاحب رقمطراز ہیں:-

"ایمان اور غیر متزلزل اعتماد دونوں لازم و ملزوم ہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ اعتماد ایمان کی خشت اول ہے تو یہ زیادہ صحیح ہوگا۔ جب ہم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان کی اساس ہی سے محروم ہیں تو ہمارے اندر دین حق کو اپنانے اور اسے دوسرے ادیان پر غالب کرنے کا جذبۂ صادق کس طرح پیدا ہو سکتا ہے۔ اسلام کے بارے میں اس عدم اعتماد اور بے یقینی نے ہمیں زندہ اور انقلاب انگیز قوم بننے کے بجائے محض راکھ کا ڈھیر بنا کر رکھ دیا ہے، جسے باطل کے جھکڑ جس طرف چاہتے ہیں اڑا کر لے جاتے ہیں چٹانیں اس وقت تک مربوط و مضبوط رہتی ہیں۔ جب تک ان کے عناصر ترکیبی کے درمیان ہم آہنگی اور پیوستگی موجود ہو۔ مگر جب ان کے اجزا خارج سے مختلف اثرات قبول کرنا شروع کر دیں تو پھر نہ صرف ان کا باہمی ربط غائب ہو جاتا ہے۔ بلکہ ان میں بڑی بڑی دراڑیں اور جیب شگاف پڑ جاتے ہیں اور یہ چٹانیں بالآخر ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جاتی ہیں۔

امت مسلمہ کے اندر آج جو ہمہ گیر فساد اور انتشار پایا جاتا ہے اور جسے اتحاد و تنظیم اور اخوت کے فلک شگاف نعرے اور اتفاق کی برکتوں کے بڑے دلچسپ وعظ بھی دور نہیں کر سکے۔ اس کی وجہ ایک ہی ہے کہ ہم نے اسلام کو دل کی گہرائیوں سے قبول نہیں کیا۔"

(ترجمان القرآن دسمبر ۱۹۶۶ء ص ۱۳-۱۴)

(باقی دیکھیں ص پر)

Digitized by Ahmadiyya Library Rabwah

رمضان کے روزے

(۲)

دارالافتاء ربوہ

مزدور اور روزہ

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا گیا کہ کاشتکاروں اور مزدوروں سے جن کا گزارہ کاشتکاری اور مزدوری پر ہے۔ روزہ نہیں رکھا جاتا۔ ان کی نسبت کیا ارشاد ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا "انما الاعمال بالنیات۔ یہ لوگ اپنی حالتوں کو مخفی رکھتے ہیں۔ ہر شخص تقوےٰ اور طہارت سے اپنی حالت سوچ لے۔ اگر کوئی اپنی جگہ مزدور رکھ سکتا ہے۔ تو ایسا کرے ورنہ مریض کے حکم میں ہے۔ پھر جب میسر ہو رکھ لے۔ اب رہا یہ سوال کہ مرض یا سفر کی حدود کیا ہیں یا روزہ نہ رکھ سکنے کا کیا معیار ہے تو اس کے متعلق شریعت نے کوئی خاص حکم بیان نہیں فرمایا بلکہ اس بارہ میں اصولی ہدایت یہ ہے کہ کلّ انسان فقیہ لنفسہ یعنی اس بارہ میں ہر شخص خود اپنے لئے فقیہ اور مفتی ہے۔ بزرگوں نے اس سلسلہ میں جو تفصیلات بیان کی ہیں وہ مثالیں ہیں جن سے انسان صحیح فیصلہ تک پہنچنے میں روشنی حاصل کرتا ہے۔ مثلاً کہا گیا ہے کہ مرض ایسا ہو جس کا انسان کو احساس ہو اور وہ سمجھے کہ اس کی موجودگی میں روزہ رکھنے سے اُسے جسمانی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے یا اس کے دماغ پر اس کا اثر پڑے گا یا اسے اس قسم کی کوفت ہوگی کہ اس کے نتیجہ میں عبادت سے اُسے نفرت ہو جائے گی۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا خدا تعالےٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا ہو بلکہ حکم عام ہے۔ اور اس پر عمل کرنا چاہیئے۔ مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتوےٰ لازم آئے گا۔ حضور سے کسی نے پوچھا کہ اگر روزہ دار کی آنکھ بیمار ہو تو اس میں دوائی ڈالنی جائز ہے یا نہیں۔ فرمایا یہ سوال ہی غلط ہے بیمار کے واسطے روزہ رکھنے کا حکم نہیں۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں فرمایا کہ مفتی صاحب آپ کمزور ہیں اس لئے آپ اس سال روزے نہ رکھیں۔ اسی طرح سفر کی حد کے سلسلہ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ سحری کھا کر گھر سے کسی دوسری جگہ جانے کے لئے نکلے اور سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے واپس گھر آ جائے تو وہ مسافر نہیں اسے روزہ رکھنا چاہیئے۔ بہرحال ایک طرف رمضان کے روزوں کی عظیم الشان برکات ہیں دوسری طرف حکم ہے کہ مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ ان دونوں باتوں کو سامنے رکھ کر اس نے فیصلہ کرنا ہے کہ آیا وہ مریض ہے یا تندرست مسافر ہے یا گھر کی طرح اپنوں میں مقیم ہے۔ پھر اس کی روحانی حالت جسے وہ اپنے اندر محسوس کرتا ہے وہ بھی صحیح فیصلہ تک پہنچنے میں اس کی راہنمائی کر سکتی ہے۔ اور اسے معلوم ہو سکتا ہے کہ آیا وہ اپنی خواہشات کی پیروی کر رہا ہے یا خداوند تعالےٰ کے حکم کی اطاعت کر رہا ہے۔ بہرنوع یہ ایک باریک امر ہے۔ اگر کسی شخص پر اپنے نفس کے کسل کی وجہ سے روزہ گراں ہے۔ اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہوں گے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔ تو ایسا آدمی جو خدا کی نعمت کو خود اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جو ہیں اور تکلف کا باب بہت وسیع ہے۔ اگر انسان چاہے تو اس کی رو سے ساری عمر بیٹھ کر نماز پڑھتا رہے اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے۔

روزہ افطار کرنا

مسلسل روزے رکھتے چلے جانا اور سورج غروب ہونے کے بعد ہر روز روزہ افطار نہ کرنا شریعت میں جائز نہیں۔ لگاتار روزے رکھنے کو وصال کہتے ہیں۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وصال سے منع فرمایا جب سورج غروب ہو جائے تو اسکے غروب ہونے کے ساتھ ہی روزہ کھول دینا چاہیئے۔ حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ انّ احبّ عبادی الیّ اعجلھم فطراً۔ یعنی سب سے زیادہ وہ بندہ مجھے پیارا ہے جو روزہ افطار کرنے میں جلدی کرتا ہے اور ایک حدیث میں آتا ہے۔ لا تزال امّتی بخیر ما اخروا السحور و عجلوا الفطر۔ یعنی جب تک میری امت سحری دیر سے کھانے اور افطار جلدی کرنے پر کاربند رہے گی وہ رمضان کی برکات سے حصہ پاتی رہے گی۔

نماز تراویح

رمضان کی راتوں کو زندہ رکھنا یعنی کم سونا اور رات کو جاگنا بہت بڑی برکتوں کا موجب ہے۔ شب بیداری کی حالت میں جو عبادتیں انسان نے بجا لانی ہیں ان میں نماز تراویح بھی ہے۔ یہ نماز دراصل تہجد کی نماز ہے اس لئے سحری کے وقت اسے ادا کرنا زیادہ ثواب کا موجب ہے۔ لیکن اگر زیادہ سویرے اٹھنے میں حرج محسوس ہو تو پھر عشاء کے بعد ہی جماعت کے ساتھ ادا کی جائے۔ اس نماز کی آٹھ رکعتیں ہیں ہر چار رکعتوں کے بعد کچھ دیر آرام کرنا چاہیئے۔ اس نماز میں رمضان بھر میں قرآن مجید ختم کرنا سنت ابرار ہے۔ قرآن کریم کے حفاظ اس نعمت کے حاصل کرنے کی خاص طور پر توفیق پاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں جزائے خیر دے۔

فدیہ اور روزہ

جو شخص روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا وہ فدیہ یعنی ہر روز ایک مسکین کو کھانا کھلائے کیونکہ فدیہ سے روزہ کی توفیق ملتی ہے۔ خداوند تعالےٰ قادر مطلق ہے اگر وہ چاہے تو ایک مدقوق کو بھی طاقت روزہ عطا کر سکتا ہے۔ اسی طرح ہر روزہ دار پر واجب ہے کہ وہ عید الفطر پڑھنے سے پہلے پہلے صدقۃ الفطر ادا کرے۔ یعنی جماعت کے نظام کے ماتحت غریبوں کے لئے دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہر اس فرد کی طرف سے دے جس کا خرچ وہ برداشت کر رہا ہے۔ مثلاً چھوٹے بچے ہیں یا غلام ہیں۔ بیوی یا بڑی اولاد خود ذمہ دار ہیں ان کی طرف سے ادا کرنا اس پر واجب نہیں۔

لیلۃ القدر

لیلۃ القدر ایک ایسی رات ہے جس میں انسان کو قبولیت دعا کی گھڑی نصیب ہوتی ہے۔ یہ رات ہزار مہینوں سے بھی بڑھ کر ہے اور عموماً رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں آتی ہے۔ اس رات کی تلاش میں بیدار رہ کر عبادت میں مشغول رہنا صلحاءِ امت کا معمول رہا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایمان اور خلوص نیت کے ساتھ جس نے لیلۃ القدر اللہ تعالےٰ کی عبادت اور ذکرِ الٰہی میں بسر کی۔ اس کے سارے گناہ بخشے گئے۔ ایک دفعہ فرمایا اگر مجھے لیلۃ القدر مل جائے تو میں یہ دعا مانگوں۔ اللّٰھم انّک عفوّ تحبّ العفو فاعف عنی۔

اعتکاف

رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بھی لیلۃ القدر کی تلاش کا حصہ قرار دیا گیا ہے جو شخص یہ ارادہ رکھتا ہے کہ وہ رمضان کا پورا آخری عشرہ اعتکاف میں گزارے وہ ۲۰ کی صبح کو نماز پڑھ کر اعتکاف میں بیٹھ جائے۔ بہرحال اعتکاف کے معنی یہ ہیں کہ روزہ کی حالت میں مسجد میں بیٹھ کر ذکر الٰہی میں بسر کرے مسجد سے باہر جانے کی اسے اجازت نہیں سوائے اس کے کہ وہ قضائے حاجت کے لئے باہر نکلے۔ ایسی صورت میں اگر راستہ میں کسی کی عیادت کا موقع بھی مل جائے تو کیا ہی کہنے۔ ایک پنتھ دو کاج۔ جمعہ کے دن جامع مسجد میں جمعہ کے لئے جا سکتا ہے۔ اعتکاف کی راتوں میں معتکف اپنی بیوی کے پاس نہیں جا سکتا۔

حرفِ آخر

"روزہ جیسے تقویٰ سیکھنے کا ایک ذریعہ ہے ایسے ہی قربِ الٰہی حاصل کرنے کا بھی ایک ذریعہ ہے اس لئے اللہ تعالےٰ نے ماہِ رمضان کا ذکر فرماتے ہوئے ساتھ یہ بھی بیان کیا ہے

و اذا سالک عبادی
عنّی فانّی قریب اجیب
دعوۃ الداع اذا دعان
فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی
لعلھم یرشدون۔

یہ رمضان کی ہی شان میں فرمایا گیا ہے اور اس سے اس ماہ کی عظمت اور سرِّ الٰہی کا پتہ لگتا ہے کہ اگر وہ اس میں دعائیں مانگیں تو میں قبول کروں گا لیکن ان کو چاہیئے کہ میری باتوں کو قبول کریں اور مجھے مانیں۔ انسان جس قدر خدا تعالےٰ کی باتیں ماننے میں قوی ہوتا ہے خدا بھی ایسے ہی اس کی باتیں مانتا ہے۔"

مکتوب بیروت

(مکرم مولوی غلام باری صاحب سیف)

بیس اکتوبر کی تاریخ ربوہ سے روانگی کے لئے مقرر تھی۔ انیس کو حضرت خلیفۃ المسیح نے از راہ ذرہ نوازی عشاء کے بعد ملاقات کا شرف بخشا۔ اپنے دستِ مبارک سے احقر کی نوٹ بک میں ہدایات تحریر فرمائیں۔ پہلا فقرہ یہ تھا "علمِ قرآن سیکھنے کے لئے کسی کو ربوہ سے باہر جانے کی ضرورت نہیں"۔ ہدایات تحریر فرمانے کے بعد حضور نے اس عاجز کو شرفِ معانقہ بخشا۔ بیس کو بزرگانِ سلسلہ نے اپنی دعاؤں سے چناب ایکسپریس کے ذریعہ روانہ کیا۔ مرکز کی جدائی کا اثر کیا تھا اسے الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ اتنا کہوں گا کہ

تو اے کبوتر بام حرم چہ مے دانی
تپیدنِ دلِ مرغانِ رشتہ برپا را

راستہ میں بعض اسٹیشنوں پر احباب آتے رہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

کراچی سے ۲۴ اکتوبر کو پی۔ آئی۔ اے کے ذریعہ روانگی تھی۔ کاغذات کی تکمیل کے بعد رات کے گیارہ بجکر اسٹھ منٹ پر جہاز نے پرواز کرنا تھا۔ دو تین منٹ تاخیر سے جہاز روانہ ہوا۔ جہاز نے طہران ٹھہرنا تھا۔ مرکز کی اجازت سے طہران میں ایک دن قیام کی اجازت لے لی۔ مَیں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھا لئے۔ جہاز نے حرکت شروع کی اور مائل پرواز ہوا۔ اب کراچی کی بتیاں آہستہ آہستہ اوجھل ہونی شروع ہوئیں۔ اور جہاز تئیس ہزار فٹ کی بلندی پر پہنچ گیا۔ کچھ دیر تک سمندر پر پرواز کرنے کے بعد ایران کے علاقہ میں داخل ہوا۔ جہاز میں ہلکی سی ریفریشمنٹ دی گئی۔ دو بجکر پینتالیس منٹ پر جہاز طہران کے ہوائی اڈہ پر اترا۔ اس وقت ایران میں رات کے ایک بج کر پندرہ منٹ تھے۔ یہاں اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت موجود ہے۔ ہوائی اڈہ شہر سے کافی دُور ہے۔ سڑک پر جگہ جگہ کپڑے کے بورڈ سے آویزاں تھے جن پر ایک عورت بلیک بورڈ پر الف۔ ب لکھ رہی تھی۔ نیچے عبارت لکھی تھی جس کے معنے یہ تھے جہالت سے جنگ کرو۔ یعنی تعلیم عام کی جائے۔

طہران کی عمارتوں پر بجلی کے قمقمے کثرت سے روشن تھے۔ اور چوکوں میں بجلی کے فوارے بنے ہوئے تھے۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ چھبیس کو شاہِ ایران کا یومِ پیدائش ہے یہ اس کی خوشی میں ہے۔ یہاں ہجری شمسی کا رواج ہے پہلے چھ ماہ تیس تیس دن کے آخری چھ ماہ اکتیس اکتیس دن کے ہوتے ہیں۔ راستہ میں جگہ جگہ مجسمے ایستادہ تھے۔ پہلا مجسمہ شہر کو آتے ہوئے شاہ کا ہے اسے چوک مجسمہ کہتے ہیں۔ دکانوں پر بورڈ فارسی زبان میں تھے۔ شاذ کوئی بورڈ انگریزی میں تھا۔ صبح کسی مسجد سے اذان کی آواز نہیں سُنی۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا یہاں بہت کم مسجدیں ہیں۔

طہران بہت تیزی سے ترقی کر رہا ہے کئی منزلہ عمارتیں جدید ڈیزائن کی تعمیر کی جا رہی ہیں۔ شہر کے پُرانے حصے پرانے لاہور کی مانند ہیں لیکن گلیاں اتنی تنگ نہیں۔ اب عمارتیں فولاد کے فریم سے کھڑی کی جاتی ہیں اور پھر اس میں اینٹیں وغیرہ چُن دی جاتی ہیں۔ بعض عمارتیں طہران میں پانچ چھ سو سال پرانی ہیں۔ موٹریں اتنی کثرت سے سڑکوں پر رواں دواں ہیں کہ سڑکوں کو عبور کرنا مشکل ہوتا ہے لیکن ڈرائیور بہت احتیاط سے چلاتے ہیں لوگ بھی احتیاط سے سڑکوں کو عبور کرتے ہیں۔ بسیں بہت آرام دہ ہیں سیٹیں ہوائی جہاز کی سیٹوں کی مانند ہیں۔ بسوں کا کرایہ بھی بہت کم ہے۔ لوگ بس میں سوار ہوتے ہوئے رَش نہیں کرتے۔ فردوسی بازار اس کا سب سے بڑا بازار ہے۔ اس میں "فروشگاہ فردوسی" سب سے بڑا اسٹور ہے۔ جہاں آپ ہر چیز خرید سکتے ہیں۔ بازاروں میں پھولوں کی دکانیں بھی آپ کو ملیں گی۔ ایک بڑا بازار یہاں کا "بُتہ رگ بازار" کہلاتا ہے۔ یہ بازار زمین کے نیچے ہے اور بہت بڑا بازار ہے جہاں نسبتاً چیزیں بھی سستی ہیں۔

ایک بازار دیکھا اس میں فوارے رواں تھے۔ تالابوں میں پلاسٹک کی بطخیں چھوڑ دیتے ہیں۔ گویا آپ کسی قدرتی جھیل کے کنارے بیٹھے ہیں۔ یہاں کا سرکاری سکہ "تومان" ہے یہ سٹرلنگ پونڈ کے بدلہ اکیس کے قریب مِل جاتے ہیں۔

ایک چوک خیابان سعدی کے نام سے مشہور ہے یہاں مگرمچھ کا مجسمہ تھا جس کے بارے میں دریافت کرنے پر معلوم ہوا یہ مجسمہ مصدق تحریک کی ناکامی کی علامت ہے۔ ایک جگہ فردوسی کا بھی مجسمہ نصب تھا۔ شاہ پر جب پچھلے سال حملہ ہوا تھا اور شاہ کو بچاتے ہوئے دو باڈی گارڈ مارے گئے تھے ایک چوک میں ان کی بہت بڑی بڑی تصویریں آویزاں تھیں۔ ایک جگہ ایک مجسمہ تھا جسے نیکی اور بدی کا مجسمہ کہتے ہیں نیکی کا مجسمہ فرشتہ کی صورت میں ہے جس کی شکل عورت کی ہے گویا وہی تصور ہے جس کی قرآن نے نفی کی ہے۔ بادشاہ کا پرانا محل کاخ گلستان کہلاتا ہے جو اب صرف عجائب گھر کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

ایرانی تمدن

لباس قریباً انگریزی ہے۔ مرد کوٹ پتلون پہنتے ہیں۔ سوائے مذہبی لیڈروں کے وہ جبے پہنتے ہیں۔ عورتیں بھی انگریزی لباس میں گھٹنوں تک ننگی بازو ننگے۔ سر ننگا۔ بعض چادر لیکر باہر نکلتی ہیں جو برقع کی طرح ہوتا ہے لیکن منہ ننگا اور چادر کے نیچے انگریزی لباس۔ گھر کی ضرورت کی تمام اشیاء عورتیں ہی بازار سے جاکر خریدتی ہیں۔ لوگ بازاروں میں چلتے پھرتے اور کھڑے کھاتے نظر آئیں گے۔ عورتیں بھی اس بارہ میں محتاط نہیں ہیں۔ بعض سکھ عورتیں اپنے لباس میں تھیں لیکن انکی چھوٹی بچیاں انگریزی لباس میں تھیں۔ بعض سکھ کئی نسلوں سے یہاں رہتے ہیں اور اکثر سپیئر پارٹس کی دکانیں کرتے ہیں۔ گھروں میں صرف سالن پکایا جاتا ہے روٹی تنور سے لاتے ہیں۔ شلوار میں صرف چند عورتیں دیکھیں پوچھنے پر معلوم ہوا یہ خادمائیں ہیں۔ گانے کے رسیا ہیں۔ اب شہر میں ٹیلیویژن کا رواج بہت بڑھ رہا ہے۔

مزار

چند مزار یہاں کافی مشہور ہیں۔ شیخ سعدی رح اور حافظ کا مزار شیراز میں ہے۔ طہران کے قریب شہزادہ عبد العظیم کا مقبرہ ہے جس کا فوٹو ہوائی اڈہ کی عمارت میں بھی آویزاں دیکھا۔

کھانے

یہاں کا مشہور اور پسندیدہ کھانا "چلو کباب" ہے یعنی چاول کبابوں اور مکھن کے ساتھ اور ساتھ دہی، لسی کا رواج بہت ہے اور سُنا ہے کہ لسی یہاں خراب نہیں ہوتی۔ کئی کئی دن پرانی کر کے سخت کھٹی پیتے رہتے ہیں۔ ابلے ہوئے چقندر بازاروں میں بڑے شوق سے کھاتے ہیں لیموں کا رس اور گاجر کا رس بہت کثرت سے پیتے ہیں۔ انار اور سیب ڈھیروں کے ڈھیر بکتے ہیں۔ تربوز سردے کی شکل کا ہوتا ہے۔ سردہ بھی بکثرت ہے۔ آئس کریم بہت کھاتے ہیں اسے "بستنی" کہتے ہیں۔ شراب کی دکانیں بھی عام تھیں۔

معیشت

یہاں مزدوری بہت زیادہ ہے سپاہی کی تنخواہ قریباً پانچصد تمن۔ کلرک کی ایک ہزار۔ اگر ملازم تیس سال سروس پوری کرے تو پنشن پوری تنخواہ کے برابر۔ دلیل یہ ہے کہ اسنے خدمت کی ہے اب اسکی احتیاج زیادہ ہے۔

موسم:- یہاں کا موسم آخر اکتوبر میں ایسا تھا جیسا پنجاب میں نومبر میں ہو۔ پولیس اپنی گرم وردی میں ملبوس تھی۔

کتب:- کتب کی دکانیں بہت بارونق تھیں۔ ایک دکان میں جاکر دیکھا تمام کتب فارسی زبان میں تھیں اردو میں کوئی کتاب نہ تھی۔

پاکستان سے تعلقات:- پاکستان کے متعلق بہت دوستانہ جذبات کا اظہار کیا جاتا ہے۔ ایک ڈرائیور سے مَیں نے بات کی تو دو انگلیاں ملا کر کہا ہم اور پاکستان اس طرح ہیں۔ پچھلی جنگ میں ایران نے پاکستان کی جو مدد کی اسکے لئے ملنے والوں سے شکریہ ادا کرتا رہا ۲۵ اکتوبر کو چوکوں میں رنگا رنگ کی وردیوں میں ملبوس کالجوں کے طلباء مختلف طور پر خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔

یہاں کی احمدی جماعت اکثر پاکستانیوں پر ہی مشتمل ہے اور سلسلہ سے بہت اخلاص کے تعلقات رکھتے ہیں حضرت خلیفۃ المسیح نے احقر کو جو پیغام دیا تھا وہ انہیں بھی پہنچایا اور ۲۶ کو بیروت کے لئے روانہ ہو گیا۔

طہران سے بیروت:- طہران کے وقت کے مطابق نو بجکر چالیس منٹ پر جہاز روانہ ہوا اور سوا دو گھنٹے کی پرواز کے بعد بیروت کے وقت کے مطابق ۳۵-۱۰ پر جہاز بیروت پہنچ گیا۔ طہران سے جہاز نے پرواز کی تو جب تک ایران کے علاقہ میں جہاز رہا سطح مرتفع تھی آبادی بہت کم نظر آئی جب جہاز روانہ ہوا تو طہران پر بادل تھے رفتہ رفتہ جہاز بادلوں سے اوپر چلا گیا تو اب بادل ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے دُور پہاڑوں پر برف پڑی ہوئی ہو۔ ابھی پون گھنٹہ بمشکل گزرا ہوگا کہ اعلان ہوا اب جہاز شام کی سرحد کے قریب ہے۔ اب شام کی سڑکیں لکیروں کی طرح نظر آنے لگیں اور دریا بھی نظر آیا اور آبادیاں بھی نظر آتی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد ایک بہت بڑی جھیل دکھائی دی جس پر سمندر کا شبہ گزرتا تھا معلوم ہوا یہ بحیرہ طبریہ ہے جو مملکت اسرائیل کے اندر ہے۔ اسرائیل کی مملکت ہمارے بائیں ہاتھ تھی اب حکم ہوا کہ پیٹیاں کس لی جائیں۔ اب پھر سمندر نظر آنے لگا اور اب ہم بیروت کے اوپر پرواز کر رہے تھے کئی کئی منزلہ عمارتیں نظر آ رہی تھیں اور نیچے موٹریں سڑکوں پر دوڑتی دکھائی دیں۔ جہاز سے اُترے اور موٹروں نے ہمیں ہوائی اڈہ کی عمارت کے قریب پہنچایا۔ اوپر گیلری میں کھڑے احباب جماعت کو السلام علیکم کہا انہوں نے اھلاً وسھلاً و مرحبا کہا۔ چند منٹ میں کسٹم والوں نے فارغ کر دیا۔ احباب جماعت سے مصافحہ و معانقہ کے بعد شہر کو روانہ ہوئے۔ امیر جماعت ابو توفیق فلسطینی مہاجر ہیں جو وہاں ایک معزز عہدہ پر فائز تھے۔ جنرل سیکرٹری پاکستانی ہیں لیکن چالیس سال سے فلسطین اور اب لبنان میں مقیم ہیں وہ خود تو اردو بولتے اور سمجھتے ہیں لیکن انکا کوئی بچہ نہ اُردو بولتا ہے نہ سمجھتا ہے۔

بیروت مشرق اوسط کا انتہائی ترقی یافتہ شہر شمار کیا جاتا ہے۔ تمدن سب یورپین ہے۔ ہزاروں میں سے کوئی ایک عورت منہ پر باریک نقاب رکھتی ہو گی۔ لباس سب عورتوں کا مغربی۔ مردوں کا لباس بھی مغربی سوائے شیوخ کے۔ مکان کئی منزلہ اور ایک ایک مکان میں سینکڑوں فلیٹ۔ قریباً ہر مکان میں لفٹ لگی ہوئی ہے۔ صدر مملکت عیسائی اور رئیس الوزارت مسلمان ہے۔ یہ یہاں کے منشور کے مطابق ہے عیسائیوں کی تعداد نصف کے قریب ہے مسلمان بڑھ رہے ہیں حکومت کی طرف سے یونیورسٹی قائم ہے عیسائیوں کے مشنریوں کی ایک عظیم یونیورسٹی بھی ہے تعلیم کا بہت رواج ہے تعلیم مخلوط ہے مساجد بہت کم ہیں لیکن اذان کی آواز لاؤڈ اسپیکر سے سنائی دیتی ہے۔

بیروت ساحل سمندر پر ہے۔ ساحل کے ساتھ ساتھ پہاڑی علاقہ بھی ہے۔ عیسائیوں کی اکثر آبادی یہاں ہے۔ نہایت عالیشان گرجے ہر بلندی پر انہوں نے بنائے ہیں۔ یہاں کے وقت کے مطابق پانچ بجے سورج غروب ہوتا ہے۔ تمام یونیورسٹیاں صبح بھی لگتی ہیں اور بعض پیریڈ شام کو بھی ہوتے ہیں۔ فرانسیسی زبان کافی بولی جاتی ہے اس کی وجہ یہ کہ لبنان فرانسیسی انتداب کے ماتحت رہا ہے۔ انگریزی کا بھی پڑھا لکھا طبقہ سمجھتا ہے۔ عوام کی زبان عربی ہے۔ لیکن عربی کتابی نہیں بلکہ دارجہ جس کا کتابی عربی سے کوئی تعلق نہیں۔ داڑھی ہزاروں میں سے کسی ایک کے منہ پر ہو گی۔ گھروں میں تلاوت کا رواج نہیں۔ صفائی گھروں میں بہت اعلیٰ ہے۔ قریباً تیسرے دن کپڑے صاف کئے جاتے ہیں۔ نماز بہت کم آدمی پڑھتے ہیں۔ حکومت لادینی ہے۔ فلسطین سے ہجرت کر کے کافی مسلمان یہاں آباد ہوئے ہیں۔ مصری یونیورسٹی میں اردنی طلباء کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ اردنی لڑکیوں بھی ملنسار اور ہمدرد ہیں۔ موٹروں کی تعداد یہاں بھی بہت کافی ہے۔ مہنگائی آسمان سے باتیں کر رہی ہے۔ ایک معمولی کمرہ کا کرایہ پاکستانی اڑھائی صد روپیہ کے قریب ہے۔ مصری یونیورسٹی میں ذریعہ تعلیم عربی ہے جبکہ امریکن یونیورسٹی میں ذریعہ تعلیم انگریزی ہے۔ کسی یونیورسٹی کے ساتھ ہوسٹل نہیں ہے۔ لڑکے رہائش کا انتظام خود کرتے ہیں۔ گوشت پاکستانی روپے کے حساب سے قریباً دس گیارہ روپے سیر ہے۔ لوگ مہذب ہیں۔ لیکن جرائم یہاں بھی پائے جاتے ہیں۔ پاکستان کے متعلق اکثر سوال کرتے ہیں۔ زیادہ گفت گو سیاست اور عرب قومیت کے ارد گرد ہوتی ہے۔ تجارت کے بارہ میں کسی شخص پر کوئی پابندی نہیں پھل بکثرت ہیں سنا گیا ہے کہ اب پانچ دس سال سے پھلوں کے درخت لگائے گئے ہیں۔ انگور سیب۔ مالٹا۔ کیلا بکثرت ہے۔ سبزی زیادہ اردن سے آتی ہے۔ ملک کا رقبہ دس ہزار چار سو کیلو میٹر ہے۔ آبادی ۱۹۵۳ء کی مردم شماری کے مطابق ۱۴۱۶۵۷۰ ہے چودہ لاکھ سولہ ہزار پانچ سو ستر ہے۔ اسمیں صرف بیروت شہر کی ہی آبادی سات لاکھ کے قریب ہے

مفصل حالات پھر کسا موقع پر پیش کئے جائیں گے۔ انشاء اللہ۔ الفضل کے تمام قارئین سے دعا کی درخواست ہے۔

زرعی پیداوار میں ہماری منزل مقصود

محترم مرزا اعظم بیگ صاحب حیدرآباد

سیکرٹری صاحب زراعت حکومت مغربی پاکستان کا ایک نوٹ الفضل ۲۹ نومبر میں شائع ہوا ہے۔

انہوں نے چیدہ چیدہ فصلوں کے عالمی ریکارڈ درج فرما کر ان کو اہل پاکستان کیلئے سبق آموز قرار دیا ہے جو صحیح ہے۔ اور ہمارے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

مگر جہاں تک قرآن کریم کا تعلق ہے اس کے زرعی اشارے جو کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے آج سے ۱۴۰۰ سال قبل کلام پاک میں فرما دئے ہیں۔ صرف وہ ہی ہمارے لئے مشعلِ راہ بن سکتے ہیں۔ موجودہ اٹامک دور کی سائنس بھی ہنوز اسکی خوشہ چینی ہی ہے اور کسی طرح بھی اس سے آگے نہیں نکلی۔ ؎

تو زغنچہ کم نہ دمیدۂ
در دل کشا و درون در آ

مثلاً گندم کی پیداوار ۱۱ من کھاد ڈالنے سے ۱۱۱ من فی ایکڑ بتلائی گئی ہے۔

مگر آیت کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مأۃ حبۃ پارہ ۳ رکوع ۴ سے اشارہ ملتا ہے کہ ۲۰ سیر فی ایکڑ بیج ڈالنے سے فی ایکڑ ۳۵۰ من گندم کی پیداوار نکل سکتی ہے۔ واللہ یضٰعف لمن یشاء مزید براں جبکہ ورلڈ اٹامک انرجی کمشن اپنی لیبارٹری میں صرف ۲۵۰ سے ۳۰۰ من تک پیداوار کے امکانات بتلاتا ہے۔ گویا قرآن کریم کے زرعی اشارہ سے ہنوز ۵۰-۱۰۰ من پیچھے ہی ہے۔ خود ہمارے اپنے پاکستانی ڈاکٹر علیم ایم ایس سی پی ایچ ڈی (مشرقی پاکستان) اپنی لیبارٹری میں ثابت کر چکے ہیں چاول کی پیداوار میں ہم ۵ گنا فصل حاصل کر سکتے ہیں۔ ان کا مضمون روزنامہ ڈان میں چھپ چکا ہے گویا وہ ۲۰۰ سے ۲۵۰ من غلہ کے حاصل ہو سکنے کے امکان کے تصدیق کنندہ ہیں۔

ویسے بھی عام عقل کی بات ہے کہ کھیت میں کئی پودے آپ کو نہایت اعلیٰ نشوونما والے ملیں گے۔ جو لازماً دو تین چھٹانک فی پودہ دے سکتے ہیں۔ جب ایک پودہ عمدہ ہو سکتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ باقی دوسرے پودے اس زمین میں عمدہ نہ ہوں۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ دوسرے پودوں کے لئے بھی حالات زمین پانی یا کھاد کے اس طرح سازگار بنائے جائیں جس کے لئے بہر صورت محنت غور و فکر اور تجربوں کی ضرورت ہے اور اگر سنجیدگی سے کاشت کی سائنس پر عمل کیا جائے تو نتائج واللہ یضٰعف لہ کے ماتحت بھی نکل سکتے ہیں۔

مگر ضرورت ہے اس کے لئے مناسب ذرائع کی اگر زمیندار یا حکومت اسے سائنس سمجھ کر ترقی دینے کی کوشش کرے تو رحیم خدا انسانی کوششوں کا پھل یقیناً دے گا۔

آجکل تو دنیا کی ہر چیز اعداد و شمار اور اندازوں سے (Statistically) چلتی ہے۔ اگر یہی اندازے کاشت میں مدنظر رکھے جائیں اور یہ دیکھا جائے کہ ایک ایکڑ جس کا رقبہ ۲۶۴×۱۶۵ فٹ ہوتا ہے اور اس میں ۱۸ انچ اور ایک فٹ کا فاصلہ رکھ کر اگر بوئے جائیں اور ان کا شمار کیا جائے تو وہ ۴۰۳۶۵ بنتے ہیں۔ اور فی پودا اگر دو چھٹانک اناج گنا جائے تو وہ بھی ۲۰۰ من سے اوپر نکل جاتا ہے

کپاس کے پودوں کا مناسب فاصلہ رکھکر تو متعدد زمیندار ۴۰ من سے اوپر اوسط لیتے ہیں۔ یعنی ایک سیر فی پودے کے حساب سے ۱۹۲۶ء میں خود محمود آباد احمدیہ اسٹیٹس میں وارڈکلس نمبر ۲۲ پر گوٹھ سے مشرقی بلاک ول سابق سندھ میں بقدر ۵۰ من اوسط نکل چکی ہے۔ بلکہ بعض ایکڑوں کی ... یافت تو ۶۰ من تک تھی۔ اصل چیز جس کی طرف ابتدائی مرحلہ میں توجہ دینے کی ضرورت ہے وہ عمدہ بیج ہے اور پھر کاشت سے قبل اسے احتیاط سے جراثیم سے محفوظ کرنے کی ہے۔ کیونکہ بیج کا مغز قدرت نے ایسا تیار کیا ہوتا ہے کہ ابتدائی مراحل میں وہ اپنے اندر سے ہی نشوونما کا سارا سامان لے کر شگوفہ نکالتا ہے گویا ابتدائی بنیاد و نمو یا ترقی و نشوونما کے لئے قدرت نے سارے سامان اس کے اندر مہیا کر دئے ہوتے ہیں۔ اور شگوفہ نکلنے کے بعد پھر زمین پانی یا کھاد کی امداد کی اسے ضرورت پیدا ہوتی ہے بالکل اسی طرح جس طرح بچہ رحم مادر میں ابتدائی تکمیل حاصل کر لینے کے بعد پیدا ہو کر ماں کے دودھ کا محتاج ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ عمدہ بیج کے انتخاب کے لئے حساس سکیل استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ تاکہ آنکھ کا اندازہ غلطی پیدا نہ کرے۔ جہاں تک حکومت کے تعاون کا تعلق ہے۔ یہ امر قابل توجہ ہے کہ ترقی یافتہ ممالک نے بھی بہت سی اصولی باتیں اور تجربات پرائیویٹ اداروں سے حاصل کئے ہیں۔ اکیلی حکومت کی لیبارٹری تمام مراحل طے نہیں کر سکتی۔

قضیہ زمین برسر زمین

اسکے لئے ضرورت کہ حکومت پرائیویٹ اداروں یا افراد کی مدد کے لئے آگے بڑھے اور ذمہ دار اعلیٰ حکام خود دلچسپی لیکر پرائیویٹ اداروں یا افراد سے رابطہ قائم کر کے ان کی مشکلات میں ان کو مدد دیں اور ان کا تعاون حاصل کریں۔

ایک قابلِ قدر نئی تصنیف

(محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب)

"تین مسئلے" کے عنوان سے حال ہی میں مکرم محترم مولوی عزیز الرحمٰن صاحب منگلہ نے ایک مختصر مگر بہت ہی مفید کتاب تصنیف فرمائی ہے جو مسائل وفات مسیح۔ نبوت اتباعیہ اور صداقت حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر مختصر مضامین کی صورت میں سیر حاصل بحث کرتی ہے۔

اس تصنیف کی بعض خوبیاں جن سے کوئی پڑھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس کا اختصار جامعیت اور سادگی ہیں۔ اختصار کے باوجود بہت سا ٹھوس علمی مواد مہیا کیا گیا ہے اور ٹھوس علمی مواد پیش کرنے کے باوجود کتاب عام فہم اور سادہ ہے اور کم و بیش ہر علمی معیار کا پڑھنے والا اس سے بخوبی استفادہ کر سکتا ہے ——— خاکسار نے بعض غیر احمدی دوستوں کو یہ کتاب بھجوائی تھی جنہیں سے آج ہی ایک دوست کی طرف سے کتاب کی تعریف پر مشتمل خط ملا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اگر دوست اپنے طور پر یہ کتاب خرید کر اپنے غیر احمدی دوستوں میں تقسیم فرمائیں تو ان کی بہت سی غلط فہمیوں کو دور کرنے کا موجب ہوگی۔ احمدی دوستوں کے علم میں اضافہ کے لئے بھی اس کتاب کا مطالعہ انشاء اللہ بہت مفید ثابت ہوگا ——— کل صفحات ۱۲۰ ہیں۔ کتابت و طباعت واجبی۔ کاغذ معمولی۔ قیمت فی نسخہ ایک روپیہ اور ملنے کا پتہ مکتبہ الفرقان ربوہ ہے۔

سب احمدی والدین توجہ فرمائیں! کیا آپ کے بچوں نے وقف جدید کا چندہ ادا کر دیا ہے؟
مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

رسالدار مقبول احمد اظہر صاحب مرحوم

(از ملک حمید علی صاحب نوشہرہ)

رسالدار مقبول احمد اظہر صاحب حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم سے میرے تعلقات ۱۹۴۱ء سے تھے۔ ایک غیر احمدی دوست شیخ مقبول احمد صاحب ڈپٹی اسسٹنٹ کنٹرولر ملٹری اکاؤنٹس نے اظہر صاحب سے میرا تعارف کرایا۔ پہلی ہی ملاقات میں مجھ پر اُن کی نیکی خلوص نیت اور دیانتداری عیاں ہو گئی۔ اسکے بعد تعلقات بڑھتے ہی گئے۔ اظہر صاحب موصوف کو علاوہ دفتری ذمہ داریوں کے جن کو وہ نہایت جانفشانی اور محنت سے ادا کرنے کے عادی تھے۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے بے حد محبت تھی۔ کوئی موقع تبلیغ کا ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ اور اس میں کبھی بھی فرق نہ آنے دیتے تھے۔ ان دنوں اکثر افسر انگریز ہوتے تھے۔ مرحوم جب بھی موقعہ ملے ان کو تبلیغ اسلام کرتے تھے۔

مجھے یاد ہے کہ داڑھی رکھنے کے لئے انہوں نے اپنے کمانڈنگ افسر کو ایک درخواست دی جس پر متعلقہ آفیسر نے انہیں بلایا اور مشورہ دیا کہ وہ یہ ارادہ ترک کر دیں۔ کیونکہ داڑھی رکھنے سے وہ سست نظر آئیں گے اور ہو سکتا ہے کہ یہ امر ان کی ترقی پر بھی اثر انداز ہو۔ لیکن اظہر صاحب مرحوم نے اس موقعہ کو غنیمت جانتے ہوئے آفیسر کمانڈنگ کو داڑھی رکھنے کی اہمیت بتلائی اور اس کے متعلق اسلامی نظریہ سے آگاہ کیا۔ چنانچہ آفیسر موصوف قائل ہو گئے اور ان کو بخوشی داڑھی رکھنے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ باوجود یہ جاننے کے کہ داڑھی رکھنے سے ان کی ممکنہ ترقی پر اثر پڑے گا۔ انہوں نے شعار اسلامی کی پابندی کو قائم رکھا۔

ملٹری سروس کو بہت اہمیت دیتے تھے فرماتے تھے ملٹری میں بھرتی ہو کر مادر وطن کی اعلیٰ خدمت ادا کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ اپنے دو چھوٹے بھائیوں رسول احمد صاحب اور بشیر احمد صاحب کو بھی آرمی کور میں بھرتی کروا دیا۔ رسول احمد صاحب تو پنشن لے کر وفات پا گئے اور بشیر احمد صاحب کچھ عرصہ کے بعد کسی اور محکمہ میں چلے گئے۔ اظہر صاحب مرحوم نے گزشتہ ہند و پاک لڑائی میں اعلیٰ کارکردگی کا ثبوت دیا۔

میری آخری ملاقات اظہر صاحب مرحوم سے چند ماہ قبل ہوئی تھی۔ جبکہ وہ اپنی تنخواہ کا حساب دیکھنے کے لئے ہمارے دفتر میں نوشہرہ آئے تھے۔ افسوس معلوم نہ تھا کہ یہ ان کی آخری ملاقات ہے۔

اظہر صاحب مرحوم ڈنگہ ضلع گجرات کے ایک نہایت مخلص احمدی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ احمدی احباب سے درخواست ہے کہ مرحوم کے درجات کی بلندی کے لئے مولا کریم کے حضور دعا فرماویں اور یہ بھی دعا فرماویں کہ مولیٰ کریم اظہر صاحب مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمادے اور ان کا حامی و ناصر ہو۔ اور ان کے نقش قدم پر گامزن رہنے کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین۔

تحریک جدید کی اہمیت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"یاد رکھو! تحریک جدید اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے۔ بفضل خدا تحریک جدید کی نیکی ان نیکیوں میں سے ہے کہ جو لوگ اخلاص سے اس میں حصہ لیں گے اور قربانی کریں گے اور متواتر کرتے جائیں گے۔ اللہ تعالےٰ ان کو ان کی موت کے ہزاروں سال بعد بھی ثواب عطا فرماتا رہے گا۔ اسلئے کہ تحریک جدید کے چندے سے وہ کام ہو رہے ہیں۔ جو تبلیغ اسلام کے لئے صدقہ جاریہ کی ایک مستقل حیثیت رکھتے ہیں"

(مہتمم تحریک جدید مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفوس کرتی ہے

تعمیر مسجد میں حصّہ لینے والی بہنوں کیلئے خوشخبری

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت بابرکت میں ۳۰ ماہ نبوت ۱۳۴۵ھش (۳۰-۱۱-۶۶) تک تعمیر مسجد کے لئے وعدہ جات اور نقد ادائیگی فرمانیوالی بہنوں کے اسمائے گرامی معہ ان کی قربانیوں کے بغرض دعا و خوشنودی پیش کئے گئے۔ اس فہرست کو ملاحظہ فرما کر حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"جزاھن اللہ احسن الجزاء"

اللہ تعالےٰ ہماری بہنوں کی قربانیوں کو شرف قبولیت بخشے اور انہیں اور ان کے تمام خاندانوں کو ہمیشہ اپنے خاص فضلوں سے نوازتا رہے۔ آمین

ہماری جملہ بہنوں کو چاہیئے کہ جو مسجد ان کے ذمہ لگائی گئی ہے۔ اسکی تعمیر کے لئے بڑھ چڑھ کر حصہ لے کر اللہ تعالےٰ کی خوشنودی اور اس کے خاص فضلوں اور رحمتوں کی وارث ہوں نیز اپنے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی دعائیں حاصل کریں۔

(وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ)

رمضان المبارک میں درس القرآن

حسب معمول امسال بھی رمضان المبارک میں بعد نماز ظہر روزانہ قرآن کریم کا درس مسجد مبارک ربوہ میں ہوا کرے گا۔ احباب استفادہ فرمائیں۔ مندرجہ ذیل خوش احباب باری باری درس دیں گے۔

(ناظر اصلاح و ارشاد)

نمبر شمار	درس دہندہ	حصہ درس
۱	مولانا ابوالعطاء صاحب	سورۃ فاتحہ تا نساء
۲	مولوی محمد صادق صاحب	سورۃ مائدہ تا توبہ
۳	قاضی محمد نذیر لائلپوری	سورۃ یونس تا مریم
۴	ابوالمنیر مولوی نورالحق صاحب	سورۃ طٰہٰ تا سجدہ
۵	مولوی ظہور حسین صاحب	سورۃ احزاب تا ق
۶	صاحبزادہ مرزا رفیع احمد صاحب	سورۃ الذاریات تا لہب

نوٹ:۔ آخری تین سورتوں کے درس کے لئے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں درخواست کی گئی۔ جو حضور نے منظور فرمائی ہے۔

درخواست دعا:۔ میری والدہ محترمہ سکینہ بیگم صاحبہ زوجہ ڈاکٹر عبدالحق صاحب مرحوم عرصہ دو سال سے بیمار ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی صحت کاملہ کے لئے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔

(خاکسار نصیر الحق ۔ لاہور)

مجالس اطفال کیلئے نئے رپورٹ فارم

اطفال کے ماہانہ کارگزاری کے رپورٹ فارم نئے طبع کروا دیئے گئے ہیں۔ نمونہ کے طور پر ایک ایک فارم ہر مجلس کو بھجوایا جا چکا ہے۔ آئندہ اس فارم کے مطابق رپورٹ آنی چاہیئے۔ اگر مزید فارم درکار ہوں تو دفتر مرکزیہ کو لکھ کر حاصل کر لیں۔

(مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

مجالس اطفال کا لائحہ عمل

نئے سال کا لائحہ عمل سب مجالس کو بھجوا دیا جا چکا ہے۔ جملہ قائدین و ناظمین اطفال سے اس کے مطابق کام کرنے کی درخواست ہے۔

(مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

وقت کی قدر و اہمیت

مکرم شیخ غلام مجتبیٰ صاحب ا ف. کوئٹہ

وقت ایک قیمتی خزانہ ہے کشف المحجوب میں حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخشؒ نے ایک عارف ذوالنون کا قول نقل فرمایا ہے کہ وہ دنیا کی ایک گھڑی کو آخرۃ کی مدت لازوال سے فزوں تر خیال فرماتے تھے اس کی توجیہہ وہ یوں فرماتے کہ آخرۃ جو لازوال و بے حساب ہے وہ ہمیں اس محدود اور مختصر زندگی کے اعمال کے نتیجہ میں ملنے والی ہے تو کیوں نہ ہم وقت کی قدر کریں۔ یہی وجہ ہے کہ وقت کی قدر و اہمیت کا معیار مقرر کرنے کے لئے اس کو ایک دقیقہ ثانیہ یعنی سیکنڈ تک تقسیم کیا گیا ہے بعض وقت ایک پل بھر ایسا قیمتی ہوتا ہے کہ مدت العمر اس کے اچھے یا برے نتائج مرتب ہوتے رہتے ہیں۔

نپولین جس کا دبدبہ سارے یورپ پر چھا چکا تھا۔ ایسا باعظمت و ہیبت شہنشاہ اسی وقت کی گردش سے مات کھا گیا۔ اور واٹرلو کے میدان میں اس کے عروج بے مثل کو زوال آ گیا۔ کیونکہ اس کا جرنیل چند منٹ لیٹ پہنچا اس عرصہ میں برطانوی کمانڈر ولنگٹن فرانسیسی افواج کو اپنے نرغہ لے چکا تھا۔ لیکن عالم پر دنیا کی تاریخ بنانے والا چہرہ ہٹ گیا۔

ہم جو احمدی ہیں ہم پر اپنے وقت عزیز کا قدر کرنا لازم اور ضروری ہے اور وقت سے کما حقہ فائدہ اٹھانا ہم پر صرف واجب ہی نہیں بلکہ انتہائی ضروری امر ہے جس ہستی کی بیعت کا شرف ہمیں حاصل ہے یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کو اللہ تعالیٰ الہاماً فرماتے ہیں انت الشیخ الذی لا یضاع وقتہ تو وہ بزرگ مسیح ہے جس کا وقت ضائع اور اکارت نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ الہام الٰہی کے مطابق آپ نے کس قدر مصروف اور معمور الاوقات زندگی بسر فرمائی۔ سیرت کے تذکرہ نگاروں نے آپ کی روز و شب کی مصروفیت کے واقعات کو من و عن تحویل قلمبند فرمایا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دن رات میں آپ نے ایک لمحہ بھی ایسا بسر نہیں کیا جو خدا کے اذن کے مطابق کار خیر میں صرف نہ کیا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا یہ روحانی پہلوان باوجود عدیم المرض ہونے کے صبح سے شام اور رات کے اندھیروں کے چھا جانے تک امور دینیہ کی بجا آوری میں مصروف رہتا اور جب تمام دنیا خواب خرگوش کے مزے لیتی تو یہ ہستی دعا نیم شب میں بارگاہ الٰہی میں مصروف آہ و بکا ہوتی۔ آپ کی ہستی نے عمل کے رفتار کو چار چاند لگا دیئے اور جماعت کے لئے ایسا اسوۂ حسنہ چھوڑا جس کی تقلید ہم پر فرض ہے۔ حضور نے بتا دیا کہ وقت کس قدر قیمتی ہے۔ ۸۰ سے زائد کتابیں تصنیف فرمائیں کتابوں کی شان یہ نہیں کہ صرف علم و ادب کی چاشنی سے مملو ہیں بلکہ چودہ سو سالوں میں امت محمدیہ جن رسومات و بدعات اور فاسد اعتقادات میں جکڑی جا چکی تھی اور علم و عمل سے بے بہرہ ہو کر جمود کا شکار ہو کر اغیار کے ہاتھوں کھیل رہی تھی ان تمام فرسودہ عقائد کی بیخ کنی کی اور ان کو اپنے نام "المہدی" کے مطابق راہ ہدایت پر لگانے کی سعی کی۔ چشم تصور میں دیکھیں کہ کس قدر کاوش و کاہش سے یہ کام تھا جو آپ نے سر انجام دیا اور وہ اسی صورت میں کہ آپ نے وقت کو غنیمت جانا اور اس کو ضائع نہ کیا۔

اسلام کی نشاۃ اولیٰ میں اسلام کی اشاعت و تبلیغ کو تمام دنیا میں پھیلانے کے لئے مسلمان اپنے گھروں سے نکل پڑے اور وقت کو ضائع کئے بغیر ایک صدی کے اندر اندر تمام دنیا پر چھا گئے۔ اسلام کو ایسے ایسے مخلص و جاں نثار میسر آ گئے جنہوں نے اپنی زندگی کا ہر ایک لمحہ خدمت اسلام میں بسر کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صرف دو سال کچھ اوپر خلافت کا زمانہ پایا جیسا کہ تاریخ سے ثابت ہوتا ہے وہ از حد پر آشوب زمانہ تھا۔ منکرین زکوٰۃ، مرتدین، اور جھوٹے مدعیان نبوت۔ الغرض کئی قسم کے فتنے سر اٹھا رہے تھے آپ نے اس قلیل مدت میں تمام شورشوں کو رفع فرمایا اور کامیاب ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۸ لاکھ مربع میل جن کے

لیڈر بقیہ صفحہ ۲

ماہر القادری صاحب سوچیں کہ جب ایسے علماء اور ایسے مسلمان احمدیت کی تردید کے لئے کھڑے ہوئے ہیں تو کیا یہ احمدیت کی صداقت کی دلیل نہیں؟

باقی رہی ماہر القادری کی یہ کذب بافی کہ احمدیوں نے عام مسلمانوں کے معاملات میں کبھی کوئی دلچسپی نہیں لی اور پاکستان کے معرض وجود میں لانے میں ان کا کوئی حصہ نہیں تو ہم اگر حقائق سے پردہ اٹھائیں تو خود ماہر القادری صاحب باوجود اپنے تعصب اور ہٹ کے حیرت زدہ ہو کر رہ جائیں گے۔ اور ان کا یہ حال ہو جائے گا کہ ؎

کہاں کے دیر و حرم گھر کا راستہ نہ ملا

کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ پاکستان کے قیام کا کانگرس اور انگریز سے بھی بڑا دشمن خود ان کے مرشد جناب مودودی صاحب تھے۔ ملاحظہ ہو ان کی تصنیف سیاسی کشمکش حصہ سوم۔ امید ہے کہ یہ چند اشارے ماہر القادری صاحب کے لئے کافی ہوں گے۔ مگر اس کے لئے عاقل ہونا ضروری ہے۔

زیر نگین تھا قیصر و کسریٰ کو شکست دینے والی ہستی قریباً دس سال برسر اقتدار خلافت رہی۔ لیکن وقت کو ضائع نہ کیا اور ہر دم خلق خدا کی بہتری اور انتظام سلطنت میں اپنی عمر عزیز کے ہر سانس کو وقف کیا ہوا تھا۔

اگر ہم اپنے روزمرہ کے اعمال و وظائف کی جانچ پڑتال کریں تو صاف عیاں ہوگا کہ ہم میں سے کئی اپنے اوقات عزیز کو یونہی بے نتیجہ اعمال میں بالکل ہی بیکار ہی ضائع کر رہے ہوں گے حالانکہ یہی وقت جاری ترقی و کمال کا زینہ ثابت ہو سکتا ہے "جو لوگ دنیا میں نہ مٹنے والا نام چھوڑ گئے ہیں اور جن کے سنہری اور تابندہ کارناموں کو ہم تاریخ کی کتابوں میں چٹخارے لے لے کر پڑھتے ہیں اگر ان کی بزرگی اور عظمت کا سراغ لگایا جائے تو اسے فقط چند لفظوں میں سمویا جا سکتا ہے یعنی کہ انہوں نے وقت کی صحیح قدر جانی اور زندگی کے ہر لمحہ کو قیمتی سمجھ کر اس کا مکمل فائدہ اٹھایا۔"

ہر شخص اپنے ماحول و مذاق کے مطابق اپنے اوقات کو کار خیر اور خدمت خلق میں صرف کر کے دونوں جہانوں کا ثواب اور اطمینان قلب سے بہرہ ور ہو کر طمانیت و سکینت سے سرشار ہو سکتا ہے

بالآخر دعا ہے کہ ہم احمدی اپنے قیمتی اوقات کی قدر کریں اور بے کاری سے مجتنب رہیں۔ کیونکہ حیات انسانی ایک مستعار چیز ہے اس کا خالق و مالک واحد و یگانہ خدا ہے وہ جب چاہے اپنی یہ امانت واپس لے سکتا ہے ایسا نہ کہ جب ہم یہ امانت دینے لگیں تو ہم تہی دست اور بے مایہ ہوں اور دنیا کے سفر میں ہم نے زاد آخرۃ جمع نہ کیا ہو بھلا اس سے بڑھ کر نقصان و خسران کیا ہوگا۔

(شیخ غلام مجتبیٰ اف کوئٹہ حال سکھر)

جلسہ سالانہ کی مبارک تقریب پر

الفضل کا باتصویر سالانہ نمبر شائع ہوگا

حسب معمول انشاء اللہ اس دفعہ بھی جلسہ سالانہ کی مبارک تقریب پر

الفضل کا عظیم الشان دیدہ زیب اور باتصویر سالانہ نمبر شائع ہوگا

جو نہایت قیمتی اور بلند پایہ دینی مضامین پر مشتمل ہوگا

جماعت کے تمام اہل قلم حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اس نمبر کے لئے اپنے قیمتی مضامین ارسال فرما کر ادارہ الفضل کی قلمی معاونت فرمائیں۔

مشتہرین کو بھی جلد اشتہارات کے آرڈر بھجوانے چاہئیں تاخیر سے آنے والے اشتہارات ممکن ہے جگہ نہ حاصل کر سکیں۔ (مینیجر الفضل)

"میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ رمضان سے پورے طور پر فائدہ اٹھائیں"

یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے برکات نازل ہونے کے خاص دن ہیں"

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ احباب جماعت کو رمضان سے پورے طور پر فائدہ اٹھانے اور اس کی عظیم الشان برکات سے متمتع ہونے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"رمضان حقیقی فرمانبرداری کی طرف توجہ دلاتا ہے اور ساتھ ہی دعاؤں کی طرف متوجہ کرتا ہے اور انسان پر اس کے نفس کا دھوکہ ظاہر کر دیتا ہے۔ انسان کہتا ہے میں رات کو تہجد کے لئے نہیں اٹھ سکتا۔ اس وقت میرے لئے اٹھنا مشکل ہوتا ہے مگر رمضان میں وہ اٹھتا ہے کیونکہ اور لوگ بھی اٹھے ہوتے ہیں ان کو دیکھ کر یا ان کی نقل کے لئے اٹھتا ہے یا کھانا کھانے کے لئے اٹھتا ہے کیونکہ سمجھتا ہے اگر میں سحری کو کھانا نہ کھاؤں گا تو دن بھر بھوکا رہوں گا۔ پس جب کہ رمضان میں انسان سحری کے وقت اٹھ سکتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ اور دنوں میں نہ اٹھ سکے۔ پس رمضان کا مہینہ لیسے انسان کو شرمندہ کرتا اور بتاتا ہے کہ تمہارے اندر طاقت ہے کہ اور راتوں کو بھی اٹھ کر خدا تعالیٰ کے آگے سربسجود ہو سکو۔ یہ کہنا کہ اٹھ نہیں سکتے یہ صحیح نہیں۔ تم سستی سے نہیں اٹھتے۔ اگر تم ایک مہینہ کھانا کھانے کے لئے سحری کے وقت اٹھ سکتے ہو تو باقی گیارہ مہینے عبادت کے لئے کیوں نہیں اٹھ سکتے۔ تو رمضان کا مہینہ بتاتا ہے کہ دعا کرنے کے لئے بہترین مواقع سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ رمضان سے پورے طور پر فائدہ اٹھائیں کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے برکات نازل ہونے کے خاص دن ہیں اس کی مثال یہ ہے کہ جیسے ایک سخی اپنے خزانہ کے دروازے کھول کر اعلان کرے کہ جو آئے لے جائے۔ ان دنوں خدا تعالیٰ بھی اپنی برکتوں اور رحمتوں کے دروازے اپنے بندوں کے لئے کھول دیتا ہے اور کہتا ہے آؤ آکر لے جاؤ ہاں اس کے ساتھ یہ شرط ضروری ہے کہ تمہارا کوئی مطالبہ قانون الٰہی کے خلاف نہ ہو۔ اور جن باتوں سے خدا تعالیٰ نے خود روک دیا ہے ان کا مطالبہ نہ ہو پھر خدا پر پورا یقین اور اس کی بخشش پر کامل بھروسہ ہو ورنہ جو ڈرتے ہوئے اور ناامیدی کے ساتھ خدا کے حضور جاتا ہے وہ ناکام آتا ہے کیونکہ وہ خدا تعالیٰ پر بدظنی کرتا ہے اور بدظنی کرنے والا سزا کا مستحق ہوتا ہے وہی انعام لے کر آتا ہے جو وثوق اور یقین کے ساتھ جاتا ہے اور وہ کبھی ناکام نہیں آتا۔ خدا تعالیٰ کو اپنی طاقتوں کے متعلق غیرت آتی ہے وہ کہتا ہے جب بندہ عجز اور انکسار کے ساتھ میرے سامنے آیا ہے تو یہ میری الوہیت کی شان کے خلاف ہے کہ میں اسے ناکام کر دوں۔

پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ اس مبارک مہینہ میں دعائیں کرو اور وثوق اور یقین کے ساتھ کرو۔ بہت لوگ شکوہ کرتے ہیں کہ ہماری دعائیں قبول نہیں ہوتیں مگر وہ جانتے نہیں کہ دعا کس وثوق اور کس یقین کے ساتھ کرنی چاہیئے۔ خدا تعالیٰ رمضان کے ذکر میں فرماتا ہے۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِىْ
عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ

میرے بندے اگر میرے بارہ میں سوال کریں تو انہیں کہو میں تو بالکل قریب ہوں"

(الفضل ۱۹ اپریل ۱۹۲۶ء)

رغبت دل سے ہو پابند نماز و روزہ
نظر انداز کوئی حصہ احکام نہ ہو

(کلام محمود)

محترم میاں محمد یوسف صاحب وفات پا گئے

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ

نہایت افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے کہ محترم خان صاحب میاں محمد یوسف صاحب مورخہ ۱۰ دسمبر ۶۶ء بروز ہفتہ صبح ساڑھے چھ بجے کے قریب بعمر ۸۷ سال لاہور میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

جنازہ اسی روز ۴ بجے سہ پہر لاہور سے ربوہ لایا گیا بعد نماز عصر محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل نے احاطہ مسجد مبارک میں نماز جنازہ پڑھائی جس میں اہل ربوہ کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ بعد ازاں جنازہ بہشتی مقبرہ لے جا کر مرحوم کی نعش کو قطعہ صحابہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے ہی دعا کرائی۔

محترم میاں محمد یوسف صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدیمی اور مخلص صحابی حضرت میاں ہدایت اللہ صاحب (جو پنجابی کے بہت مشہور شاعر تھے) کے صاحبزادے تھے اور آپ کو خود بھی حضور علیہ السلام کے صحابہ میں شمولیت کا شرف حاصل تھا۔ آپ ۱۹۴۲ء میں جب سرکاری ملازمت سے ریٹائر ہوئے تو اس وقت آپ حکومت پنجاب کے میڈیکل ڈیپارٹمنٹ میں سپرنٹنڈنٹ کے عہدہ پر فائز تھے بعد میں آپ سول سپلائیز آفیسر مقرر ہوئے اس عہدہ سے بھی ریٹائر ہونے کے بعد آپ کو کئی سال تک سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پرائیویٹ سیکرٹری کے طور پر خدمات بجا لانے کا خصوصی شرف حاصل ہوا۔ ازاں بعد آپ جماعت احمدیہ لاہور کے نائب امیر کی حیثیت سے بھی خدمات بجا لائے۔ ۱۹۵۲ء میں آپ کو فریضہ حج ادا کرنے کا بھی شرف حاصل ہوا۔ بہت دیندار مخلص اور فدائی احمدی تھے ہر ایک کے ساتھ بہت محبت اور احترام کے ساتھ پیش آتے تھے آپ نے تین صاحبزادیاں اور سات صاحبزادے اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محترم میاں صاحب مرحوم کے جنت الفردوس میں درجات بلند فرمائے اور اپنے خاص مقام قرب سے نوازے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا کرے اور ان کا دین و دنیا میں حافظ و ناصر ہو۔ آمین

تقریب رخصتانہ

ربوہ مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۶۶ء بعد نماز عصر مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور پرائیویٹ سیکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی صاحبزادی انیسہ بیگم سلمہا کی تقریب رخصتانہ عمل میں آئی جس میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے افراد اور مقامی احباب کثیر تعداد میں شریک ہوئے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ ناسازی طبع کے باعث تشریف نہیں لا سکے۔ حضور کے ارشاد کی تعمیل میں حضرت مرزا عزیز احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ نے حضور کے نمائندہ کی حیثیت سے شرکت فرمائی۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انیسہ بیگم سلمہا کا نکاح راجہ فاضل احمد صاحب بی اے، بی ایڈ گورنمنٹ ہائی سکول مونا ضلع گجرات ابن مکرم راجہ غلام محمد صاحب آف سرگودہا کے ساتھ مورخہ یکم اپریل ۱۹۶۶ء کو پڑھا تھا۔ تقریب رخصتانہ کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو عزیز حفیظ الرحمٰن ابن مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب انور نے کی بعدہٗ عزیز نصیر الحق ابن مکرم مولوی ابوالمنیر نورالحق صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعائیہ نظم "محمود کی آمین" کے بعض اشعار خوش الحانی سے پڑھے آخر میں حضرت مرزا عزیز احمد صاحب نے رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کرائی

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو دونوں خاندانوں کے لئے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے آمین۔